طارق جاوید عارفی☆

# مغرب توہین آمیز خاکے کیوں بناتا ہے؟

آج کل مسلمان دنیا بھر میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف پرزور احتجاج کررہے ہیں اور اس سلسلے میں میڈیا پر ہر طرح کی خبریں، مظاہرے و مباحثے، مضامین اور مقالات شائع ہورہے ہیں اور عملاً یہ احتجاج روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔ توہین آمیز خاکوں کی وجہ سے مسلمانوں کا اشتعال میں آنا لابدی امر ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں میں اس بارے میں جو اتفاق رائے سامنے آیا ہے اس کی مثال ماضی قریب میں نہیں ملتی۔ خوش آئند امر یہ ہے کہ ان خاکوں کی مذمت کرنے والوں میں جہاں مسلمان پیش پیش ہیں وہاں ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے بھی ان کے ہم نوا ہیں، یہاں تک کہ دین و مذہب سے بالاتر ہوکر آزاد خیال لیکن سنجیدہ فکر لوگ بھی ان خاکوں کی مذمت کررہے ہیں۔ اہل مغرب توہین آمیز خاکے کیوں شائع کرتے ہیں؟ اس تفصیل میں جانے سے قبل ان خاکوں کی مختصر تاریخ اور پس منظر بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

توہین آمیز خاکوں کی اوّلین اشاعت ستمبر ۲۰۰۵ء میں ہوئی۔ یہ خاکے ڈینیل پائیس نامی متعصب امریکی یہودی کے شرپسند، غلیظ ذہن کی اختراع کے نتیجے میں منصۂ شہود پر آئے۔ اس کے بعد اب تک دو سالوں میں گاہے بگاہے یہ خاکے شائع ہوتے رہے۔ دوسری بار فروری ۲۰۰۶ء میں اور تیسری بار اگست ۲۰۰۷ء میں ہوئے۔ رواں سال میں ۱۳ فروری کو ایک بار پھر منصوبہ بندی اور اشتراک کے ساتھ بیک وقت سکنڈے نیویا کے ۱۷ اخبارات نے انہی خاکوں کو ایک بار پھر شائع کردیا۔

## منظّم سازش یا اتفاقی حادثہ

توہین آمیز خاکوں کے جائزہ سے اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ یہ سارا عمل ایک منظّم منصوبہ بندی اور گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ باقاعدہ مذموم مقاصد و اَہداف کے پیش نظر کارٹونوں کے مقابلے منعقد کروا کر ڈنمارک کے اخبارات کو اس بنا پر ان کی اشاعت کے لئے منتخب کیا گیا، کیونکہ وہاں جدید تہذیب کے چند کھوکھلے نعرے زیادہ شدت اور شوروغلغلے کے ساتھ زیر عمل ہیں اور اس کے بعد سے اب تک ان خاکوں کی اشاعت کا سلسلہ بڑے پیمانے پر جاری ہے اور مختلف ویب سائٹس پر بھی یہ ہر وقت ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ اس گھناؤنی سازش میں صرف ڈنمارک کے چند اَخبارات شریک نہیں بلکہ فرانس، جرمنی، ناروے، ہالینڈ اور اٹلی سمیت تمام امریکی ریاستوں کے ذرائع ابلاغ بھی برابر کے شریک ہیں۔ ان خاکوں کی بڑے پیمانے پر اشاعت اور مذکورہ ممالک کے عوام الناس کا ان کو گوارا کرنا اور اپنے میڈیا کے خلاف احتجاج نہ کرنا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ یہ سب کچھ منظّم طریقے سے طے پاچکا ہے۔ یہی نہیں بلکہ دنیا کی دو بڑی ویب سائٹس 'فری فار آل' اور 'یوٹیوب' شروع دن سے ہی ان خاکوں کی بڑے پیمانے پر اشاعت کررہی ہیں۔ ان دونوں ویب سائٹس کے مرکزی کمپیوٹر سسٹم (Servers)

☆سابق متعلّم المعهد العالي للدعوة والإعلام، تابع جامعہ لاہور الاسلامیہ

امریکی ریاست فلوریڈا میں ہیں۔ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے خلاف اس بھیانک سازش میں گستاخانہ خاکوں کے علاوہ خانہ کعبہ اور دیگر اسلامی اَحکام و شعائر کی توہین کے بہت سے کردار بھی اس وقت مغرب میں سرگرم عمل ہیں۔ لحہ بہ لحہ اس سازش کو جس طرح پروان چڑھایا گیا اور جن جن مراحل سے اسے گزارا گیا اس کا تفصیلی تذکرہ ہفت روزہ 'ندائے ملت' کے یکم مارچ ۲۰۰۶ء کے شمارے میں ایک مستقل مضمون میں کیا گیا ہے۔ یوں بھی ڈنمارک سکنڈے نیوین ممالک میں سب سے زیادہ یہودیت نواز ملک ہے۔ اس لئے اسی ملک میں اس سازش کا بیج ڈالا گیا ہے۔ اس سازش کا مختصر تذکرہ حسب ذیل ہے:

ان خاکوں کی اشاعت کے دو بنیادی کردار ہیں: پہلا ڈینیل پائیس نامی امریکی عیسائی جو صدر بش کے ساتھ گہرے سیاسی وتجارتی مراسم رکھنے کے علاوہ بعض کمیٹیوں کا رکن بھی ہے۔ امریکی اخبارات اسے 'اسلام فوبیا کا مریض' اور مغربی دانشور 'اسلام دشمن' قرار دیتے ہیں۔ اسلام کے نام پر دنیا بھر میں جہاں کہیں کوئی بھی سرگرمی ہو، وہ اس کے لئے ہر قسم کی مدد دینے کیلئے تیار رہتا ہے۔ دوسرا اہم کردار جیلانڈ پوسٹن نامی اخبار (یہودی کلچر) کا ایڈیٹر فلیمنگ روز ہے۔ مسلمانوں کے خلاف یہ منظّم سازش عیسائیوں اور یہودیوں کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے۔ یہ ایڈیٹر کافی عرصے سے توہین رسالت کے موقع کی تلاش میں تھا کہ کرے بلوٹکن نامی ایک ڈینش مصنف نے نبی ﷺ پر ایک مختصر کتاب میں شائع کرنے کے لئے اس سے آپ کا کوئی خاکہ طلب کیا۔ اس تقاضے پر فلیمنگ نے ڈینیل کی حمایت اور تعاون کے بل بوتے پر آپ ﷺ کے خاکے بنانے کے لئے اپنے اخبار میں اشتہار شائع کرا دیا۔ ۴۰ میں سے ۱۲ بدبخت کارٹونسٹ اس مذموم حرکت کے لئے آمادہ ہوئے اور ان میں سے ویسٹر گارڈ نامی ملعون کارٹونسٹ نے توہین آمیز خاکے تیار کئے۔ اپنے قتل کا فتویٰ ملنے کے بعد سے یہ شخص روپوش یا ڈینش پولیس کی حفاظت میں ہے جبکہ فلیمنگ صیامی (امریکہ) میں اپنے دوست ڈینیل کی میزبانی اور تحفظ سے محفوظ ہے۔

روزنامہ ڈان ۱۹ر فروری ۲۰۰۶ء میں ان خاکوں کا کچا چٹھا واضح کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ واقعہ کوئی حادثہ نہیں بلکہ ایک سوچی سمجھی ذہنیت ہے، جیسا کہ واشنگٹن پوسٹ نے بھی یہی قرار دیا ہے۔ خود فلیمنگ روز سے جب اپنے طرزِ عمل پر افسوس کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ بہرکیف ان خاکوں کی اِشاعت کے پس پردہ ایک جذبہ کارفرما ہے اور وہ دہشت گردی ہے جسے اسلام سے روحانی اسلحہ فراہم ہوتا ہے۔

[تفصیل کے لئے دیکھئے: محدث، مارچ ۲۰۰۶ء]

محترم جاوید چودھری نے بھی اسی خیال کا اظہار کیا ہے کہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''جہاں تک توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے اخبار کا تعلق ہے...... جس کی پیشانی پر یہودیوں کا عالمی نشان 'سٹار آف ڈیوڈ' اس کے متعصب یہودی ہونے کا برملا اظہار ہے...... اسی اخبار نے دو برس قبل حضرت علیہ السلام کے بارے میں بعض متنازعہ خاکے شائع کرنے سے انکار کیا تھا، کیونکہ انکی نظر میں اس سے ان کے بعض قارئین کے جذبات متاثر ہونے کا خدشہ تھا۔ وہ خاکے کرسٹو فر زیلر نامی کارٹونسٹ نے بنائے تھے۔ مذکورہ خاکوں کی اشاعت کے عمل کا بھی اگر جائزہ لیا جائے تو حادثہ کی بجائے ایک منظّم سازش کا پتہ چلتا ہے۔'' [روزنامہ جنگ ۱۶ر فروری ۰۸ء، کالم: 'زیرو پوائنٹ']

کچھ عرصہ قبل ہالینڈ میں اسلام مخالف ایک فلم تیار کی گئی جس میں اسلامی تعلیمات واحکام کا تمسخر اڑایا گیا اور بہت سے اسلامی شعائر کو ہدف تنقید بنایا گیا۔ یہ فلم بھی باقاعدہ سازش کے تحت تیار کی گئی۔ اس بارے میں ہفت روزہ 'ندائے

ملت' کے تجزیہ نگار محمد انیس الرحمٰن لکھتے ہیں:

''اگر ہالینڈ میں اسلام کے خلاف 'فلم' بنائی گئی ہے تو کیا ڈچ قوم کو اسلام کا کوئی اِدراک نہیں؟ شاید ایسا نہیں، میں اس بات کو اس لئے بھی کہہ سکتا ہوں کہ راقم (انیس الرحمٰن) خود ہالینڈ کی مشہورِ زمانہ قدیم 'لائڈن یونیورسٹی' میں اشتراقیت (Orientialism) کے موضوع پر کام کرتا رہا ہے۔ اِشتراقیت یا اوریںٹلزم کا مطلب ہے کہ مغرب کے مشرق خصوصاً اسلام کے حوالے سے کام کی نوعیت کو جاننا اور مستشرقین کے فکری، مذہبی اور سیاسی پس منظر کا جائزہ لینا، لائڈن یونیورسٹی کا شمار یورپ کی چند بڑی اور قدیم یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت اس کا 'اسلامک ڈیپارٹمنٹ' ہے، جس کی عمر آٹھ سو سال بتائی جاتی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اس اسلامی شعبے میں کوئی مسلمان استاد تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتا جبکہ چیئرمین بھی عیسائی یا یہودی ہوتا ہے۔ اس شعبے سے متصل 'ہیبرو ڈیپارٹمنٹ' یعنی عبرانی شعبہ جو یہودیت کے حوالے سے 'خدمات' انجام دیتا ہے۔ اس شعبے کا بھی اسلامی شعبے میں خاص عمل دخل ہے...... اس شعبے کے چیئرمین کے دفتر جانے سے پہلے جو ہال آتا ہے اس کی دیواروں پر قد آدم سائز میں لکڑی کی مینا کاری کے ساتھ سورہ رحمٰن لکھی ہوئی دیکھی جاسکتی ہے۔ پہلی مرتبہ داخل ہونے والا شاید اسے اسلام کی فکری خدمت کا کوئی بڑا مرکز سمجھے، لیکن درحقیقت یہاں اسلام سے متعلق قیمتی لٹریچر تو موجود ہے مگر یہاں کام کسی اور نوعیت کا کیا جاتا ہے اب جبکہ ہالینڈ نے (اسلام مخالف) متنازعہ 'فلم' بنائی ہے تو کیا اس کے پروڈیوسر نے لائڈن یونیورسٹی کے شعبہ اسلامی علوم سے رجوع نہ کیا ہوگا؟ حقیقت یہ ہے کہ جو کام بڑے مغربی ممالک کسی وجہ سے علانیہ نہیں کرتے، اس کے لئے چھوٹے یورپی ملک کو تیار کیا جاتا ہے اور اسے آزادئ رائے کا نام دیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کہنے کو تو یہ ملک عیسائی ملک کہلاتے ہیں مگر حقیقت میں ان کا شمار لادینی ریاستوں میں ہوتا ہے۔'' [ندائے ملت، ۱۳ تا ۱۹ مارچ ۲۰۰۸ء]

اس گھناؤنی سازش کی قیادت مغرب کا وہ طبقہ کررہا ہے جو مذہب سے خدا واسطے کا بیر رکھتا ہے اور انسانیت کو مذہب سے بیزار کرنا اس نے اپنا مشن بنا رکھا ہے۔ یہ وہی طبقہ ہے جس نے چند سال قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی ایسی ہی ایک متنازعہ فلم 'ڈاونسی کوڈ' کی بڑے پیمانے پر نمائش کی، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو [نعوذ باللہ] ولد الزنا ثابت کرتے ہوئے ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کے کردار پر بھی کیچڑ اچھالا۔ اس فلم کی اشاعت سے عیسائیوں میں بھی شدید ردعمل پیدا ہوا، لیکن آزادئ اظہار کے نام پر آج تک اس بدنام زمانہ فلم کی نمائش جاری ہے۔

مندرجہ بالا دلائل سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ نبیؐ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور اسلام مخالف فلموں کی نمائش سوچی سمجھی سازش اور منظم منصوبہ کا حصہ ہیں۔

## خاکے کیوں بنائے جاتے ہیں؟

اب ہم ان وجوہ کا جائزہ لیتے ہیں جو توہین آمیز خاکوں کی تیاری اور اِشاعت کا محرک بنتی ہیں:

پہلی وجہ اہل مغرب کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت و دشمنی ہے، جس کا اظہار وہ مختلف قسم کی نازیبا حرکات کرکے کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ روزِ اوّل سے مسلمانوں کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کو کمزور کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اِن کی ناپاک کوشش ہے کہ مسلمانوں کی محبوب ترین شخصیت کو متنازعہ بنادیا جائے تاکہ اس عظمت اور توقیر و تعظیم کو زد پہنچائی جاسکے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کے دلوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کے لئے وقتاً فوقتاً وہ تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہذیان بکتے رہتے ہیں، جس کی چند مثالیں ملاحظہ کیجئے۔

گولڈزیہر یہودی مستشرق ہے۔ دیگر مستشرقین کی طرح اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس کا تعصب اور

عناد کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، مسلم دنیا میں وہ اسلام دشمن اور علمی خیانت کی وجہ سے بدنام ہے۔ وہ نبیٔ رحمت ﷺ کی مدنی زندگی کے متعلق یوں رقم طراز ہے:

''محمد (ﷺ) نے ایک دم اپنا رخ ان اطراف کی طرف کیا جن کا تعلق دنیا سے تھا، چنانچہ وہ دنیا میں تلوار لے کر وارد ہوئے انہوں نے جنگ کا بگل بجایا اور اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے ان کی تلوار سے خون ٹپکنے لگا۔ اپنے مشن کی نمایاں کامیابی جس نے سرزمین عرب کی سیاسی فضا کو یکدم بدل ڈالا اور جس سلسلے میں انہوں نے لیڈر اور رہنما کا کردار ادا کیا، انہوں نے جنگ کا جو بگل بجایا، وہ حقیقی تھا۔ ان کی تلوار سے خون ٹپکتا تھا اور اس طرح انہوں نے اسلامی جنگوں کا ایک نیا نقشہ اپنی مملکت میں پیش کیا اور یہی ان کے کردار کا ماحصل ہے۔''

(*"Interoduction to Islamic Theology and Law"* by Goldziher lg` P:23)

اسی طرح مستشرق ولیم منٹگمری واٹ واقعات و حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کا عادی ہے جس سے حقیقت مستور ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہ بدبخت نبی کریم ﷺ کی زندگی کو غارت گری اور جہاد کو ڈاکہ زنی اور لوٹ مار کا نام دے کر بڑے مکر و فریب کے ساتھ نبی کریم ﷺ اور قرآن مجید کے بارے میں یوں یادہ گوئی کرتا ہے۔

''محمد (ﷺ) جب ۶۲۲ء میں مدینہ گئے تو مہاجرین میں سے چند ایک قبائلی ان ڈاکوں میں مصروف ہوگئے۔ غالباً اس کا مقصد اوروں کو ترغیب دینا تھا تاکہ وہ بھی ان ڈاکوں میں شرکت کریں جسے قرآن نے اللہ کے راستے میں جہاد قرار دیا ہے۔''

(*"Islamic Surveys"* by W. Montgomery Watt, P.56)

تقسیم ہند سے پہلے یوپی کے گورنر ولیم میور نے سیرت النبی ﷺ پر ایک کتاب لکھی جس میں اس نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں اپنے خبث باطن کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

''دو چیزیں انسانیت کی سب سے بڑی دشمن ہیں ایک محمد (ﷺ) کا قرآن اور دوسری محمد (ﷺ) کی تلوار۔''

[موج کوثر از شیخ محمد اکرم: ص۱۶۳]

اِن حوالہ جات سے جہاں مغرب کی مسیحی دنیا کی علمی و تاریخی خیانت کا ثبوت ملتا ہے وہاں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف اِن کے معاندانہ رویے اور 'خدا واسطے کا بیر' بھی واضح ہو جاتا ہے۔ جب اس طرح لغویات و ہفوات بکنے کے باوجود ان کے تعصب اور حسد کی آتش انتقام ٹھنڈی نہیں ہوئی تو پھر یہ بدبخت توہین آمیز خاکے بنا کر اپنے 'درد' کا مداوا کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

## جہاد کو دہشت گردی ثابت کرنا

دین اسلام میں جہاد کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے، وہ کسی اہل علم پر مخفی نہیں، یہی وجہ ہے کہ جہاد کو اسلام کے کوہان کی چوٹی قرار دیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں جذبہ جہاد بیدار ہو تو دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے قرآن و حدیث میں اہل ایمان کو جہاد سے پیوستہ رہنے کی تاکید و ترغیب دی گئی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمان علم جہاد تھامے رہے، فتح و کامرانی اور عروج و اقبال ان کے ماتھے کا جھومر بنا اور جب سے انہوں نے جہاد سے روگردانی کی ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔ اسلام دشمن اس اَمر سے بخوبی واقف ہیں کہ وہ میدان کارزار میں فدائیان اسلام کی کاری ضربوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اس لئے وہ مسلمان کو جہاد سے برگشتہ کرنے کے لئے مختلف قسم کے حیلے بہانے تراشتے رہتے ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو جہاد سے دور کر دیا جائے، کیونکہ جب مسلمان

آلات ضرب وحرب سے بیگانے ہوجائیں تو انہیں تر نوالہ سمجھتے ہوئے آسانی سے نگل لیا جائے گا۔اس لئے تمام عالم کفر بالخصوص جہاد کو دہشت گردی اور پیغمبر اسلام کو دہشت گرد قرار دینے کے لئے دن رات پروپیگنڈہ کررہے ہیں۔ مغربی ذرائع ابلاغ، جہاد اسلامی کو بنیاد بنا کر حقائق کو مسخ کر کے دنیا کے سامنے اسلام پر تشدد مذہب ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کررہے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے، نیز جہاد کو دہشت گردی قرار دینے کے ساتھ واشگاف الفاظ نبیؐ رحمت پر دشنام طرازی کرتے ہیں۔ اَقوام مغرب جہاد سے کس قدر خائف ہیں، اس کا اندازہ ان کے چند مشہور سکالرز مؤرخین کے درج ذیل اَقوال سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ پچھلے صفحات میں گزرا ہے کہ ولیم میور ایک متعصب عیسائی مستشرق ہے۔ایک جگہ وہ اسلام کی اَخلاقیات کا جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''ہجرت سے قبل محمد ﷺ بانگ دھل کہتے تھے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں، لیکن جونہی انہوں نے قوت حاصل کی تو تلوار نکال لی جسے پھر واپس نیام میں نہیں رکھا گیا اور ان کے پیروکار بھی انہی کے نقش قدم پر چلتے رہے۔''

(*"Mohamed and Islam"* by Sir William Mur. P:228)

برطانوی مستشرق سٹینلے لین پول جس کی اسلام دشمنی سے ہر کہ ومہ بخوبی واقف ہے، اس خانہ ساز مفروضے کو اس طرح بیان کرتا ہے: ''اسلام نے اس وقت مستقل اور عالمگیر دین کی حیثیت اختیار کی جب اس نے زرہ پہنی اور جنگجو دین بنا۔'' ("The Moors in Spain Stanley Lan Poole,P:51)

اسی طرح ڈی ایس مارگولیتھ اپنی کتاب میں رقم طراز ہے: ''اسلام ہجرت کے آٹھویں سال میں تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔'' (*"Mohammadanism and the Islamic World"* by D.S Margoliauth, P:9)

لبنانی مستشرق فلپ کے ہٹی دین اسلام کو جنگجویانہ دین قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''اسلام نے ثابت کردکھایا کہ جسے دنیا تسلیم کرتی آئی ہے کہ یہ ایک جنگجویانہ سیاست پر مبنی دین ہے۔''

(*"History of the Arabs"* by Philip khuri Hitti, P:117)

تعجب تو اس بات پر ہے کہ رواداری اور امن عالم کی پرچارک نام نہاد 'مہذب' دنیا کی پیشوا ریاست U.S.A کی اعلیٰ ترین عدالت سپریم کورٹ میں تاریخ عالم کی عظیم ترین قانون دہندہ ہستیوں کو ایک حجری تصویر میں دکھایا گیا ہے جس میں ختمیٔ مرتبت ﷺ کو ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار تھامے دکھایا گیا ہے۔ مذکورہ سپریم کورٹ کی داخلی دیوار پر سیدنا موسیٰ وسلیمان علیہما السلام کنفیوشس اور شارلیمان جیسی دیگر قانون دہندہ شخصیات کے ساتھ نبیٔ رحمت ﷺ کی یہ خود اختراعی قیاسی تصویر ۱۹۳۲ء سے تاحال آویزاں ہے۔[رسول اکرم ﷺ اور رواداری از حافظ محمد ثانی: ص ۲۱۰]

جہاد اور پیغمبر جہاد سے بغض وعناد ہی ہے کہ حال میں جو توہین آمیز خاکے شائع کئے گئے، ان میں سب سے زیادہ شدید ردعمل جس خاکے پر سامنے آیا، وہ خاکہ ہے جس میں نبیٔ کریم ﷺ کے چہرہ انور کو نعوذ باللہ کراہت آمیز مشابہت دے کر عمامہ مبارک میں ایک بم کو چھپا ہوا دکھایا گیا ہے جس کا ایک سرا ایک طرف سے ابھرا نظر آتا ہے؛ یہ خاکہ گویا اس امر کا ایک رمزی اظہار ہے کہ اسلام دین امن نہیں بلکہ عصبیت و جارحیت کا علمبردار مذہب ہے۔اسی طرح دیگر خاکوں میں بھی اسلام کے تصور جہاد کو ہدف ملامت قرار دیتے ہوئے گہرے طنز کے تیر چلائے گئے ہیں۔

ابھی حال ہی میں ہالینڈ میں اسلام کے خلاف جو بدنام زمانہ فلم 'فتنہ' تیار ہوئی ہے جس کی تفصیل 'رشد' کے سابقہ شمارے

میں گزر چکی ہے، اس فلم میں بھی جہاد کو بالخصوص ٹارگٹ کیا گیا ہے۔ چنانچہ فلم کی ابتداء میں نبی ﷺ کے انتہائی توہین آمیز خاکے دکھانے کے بعد سورۃ الانفال، سورۃ النساء اور سورہ محمد کی آیات جہاد تلاوت کی گئی ہے۔ اس کے بعد جلی کٹی لاشیں، برطانیہ میں رونما ہونے والا ۷ رجولائی کا حادثہ اور دیگر خلاف حقیقت واقعات ذکر کر کے یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام معاشرے میں تشدد کو فروغ دیتا ہے، دنیا کے امن کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ تلوار کے زور پر دنیا کو حلقہ بگوش اسلام کرنا چاہتا ہے اور اسلام کا نظریہ جہاد صرف اور صرف دہشت گردی کو فروغ دینے کے لئے ہے۔

## یورپ و امریکہ میں تیزی سے پھیلتے ہوئے اسلام کو روکنا

اسلام اپنی انسانیت نواز خوبیوں کے باعث روز اوّل سے مسلسل پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ آج دنیا بھر میں ایک ارب پچاس کروڑ کے لگ بھگ انسان حلقہ بگوش اسلام ہیں اور اس زمانے میں دیارِ مغرب میں اسلام کے فروغ کی رفتار تیز تر ہوگئی ہے، بالخصوص سانحہ نائن الیون کے بعد امریکہ اور یورپ میں قبول اسلام کی شرح فزوں تر ہے، بلکہ اسلام یورپی ممالک کا دوسرا سب سے زیادہ وسعت پذیر دین بن چکا ہے۔ نصف صدی کے عرصے میں عیسائیت کے تمام فرقوں اور مسلکوں میں ۱۳۸ فیصد اضافہ ہوا جب کہ اہل اسلام میں اضافہ نا قابل یقین حد تک ۲۳۵ فیصد ہوا جس سے یہ بات واضح ہو جاتی کہ امریکہ اور برطانیہ میں اسلام سب سے تیزی سے پھیلنے والا دین ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد (Methodists) عیسائیوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔ لندن سے (IINA) کی رپورٹ کے مطابق ندوة الشباب العالمي الإسلامي یا ''ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ (WAMY) کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر مانع سعید جہنی نے بتایا کہ تقریباً ۴۰۰ ملین مسلمان (۴۰ کروڑ، یعنی دنیا کی کل مسلمان آبادی کا ایک تہائی) دنیا کے مختلف غیر مسلم ممالک میں اقلیتوں کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ امریکہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی شرح کے بارے میں مسٹر سمیع باغل کا کہنا ہے:

''ایک اندازے کے مطابق ہر سال تقریباً ۵۰۰۰۰ امریکی اسلام قبول کرتے ہیں۔''

۱۹۹۴ء میں سعودی گزٹ کو اِرسال کردہ ایک خصوصی رپورٹ میں مسٹر سمیع باغ لکھتے ہیں:

''اگلی صدی کی ابتداء ہی میں مسلمانوں کی تعداد امریکہ کے ۶۰ لاکھ یہودیوں سے بڑھ جائے گی اور اس طرح اسلام امریکی قوم کا دوسرا سب سے بڑا مذہب ہو جائے گا۔''

مسٹر باغل کی یہ پیش گوئی پوری ہو چکی ہے اور الحمدللہ تازہ ترین اِطلاعات کے مطابق امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد یہودیوں سے بڑھ کر ۷۰ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے، جہاں تک برطانیہ کا تعلق ہے تو اخبار 'ریاض ڈیلی' میں دیئے گئے اعداد و شمار کے مطابق برطانیہ اور آئرلینڈ میں تقریباً ۲۰ لاکھ مسلمان ہیں جن میں ایک تہائی بچے اور نوجوان ہیں۔ برطانیہ میں ۱۰۰۰ سے زائد مساجد اور سینکڑوں اسلامی ادارے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق برطانیہ میں تقریباً ۱۵ لاکھ مسلمان ہیں جن میں سے ایک اندازے کے مطابق ۲۰۰۰۰ نومسلم ہیں اور برطانیہ میں اسلام کو سب سے زیادہ تیزی سے پھیلتا ہوا دین سمجھا جاتا ہے۔

فرانس میں مسلمانوں کی آبادی اور قبولِ اسلام کی شرح کو ایک رپورٹ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

''فرانس میں مسلمان کل آبادی کا تقریباً ۷ فیصد ہیں جب کہ غیر سرکاری اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے ۳۸

فیصد مسلمان پیرس اور اس کی نواحی بستیوں میں رہتے ہیں۔"

اٹلی میں مسلمانوں کی تعداد اور حیثیت حیرت انگیز ہے مسٹر فلپ پلیلہ (Mr. Philip Pullella) روم سے لکھتے ہیں:

"اگرچہ یہ بات اٹلی کے کیتھولک مذہب سے وابستہ لوگوں کے لئے اب بھی حیرت انگیز ہے، مگر اسلام بہر حال یہاں دوسرا سب سے بڑا مذہب بن چکا ہے۔ تقریباً ۶ لاکھ ۵۰ ہزار مسلمان اٹلی میں آباد ہیں جن میں سے کم از کم ۸۵۰۰۰ روم میں رہتے ہیں۔ مسلمانوں کے اپنے ذرائع کا کہنا ہے کہ اگر اس تعداد میں دوسرے ممالک سے آئے ہوئے غیر رجسٹرڈ شدہ مسلمانوں کو بھی شامل کرلیا جائے تو یہ تعداد دس لاکھ تک پہنچ سکتی ہے۔ اس کے مقابلے میں اٹلی میں یہودیوں کی تعداد صرف ۳۵۰۰۰ ہے جس میں سے ۱۵۰۰۰ روم میں رہتے ہیں۔ جرمنی میں مسلمانوں کے بارے میں کچھ عرصہ قبل کے اعداد و شمار کے مطابق مسلمانوں کی آبادی ۱۶ لاکھ سے تجاوز کرگئی ہے۔ اس تعداد میں تقریباً ۵۰ ہزار جرمن بھی شامل ہیں جو دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ مشرقی جرمنی میں بھی ۷۰۰۰ مسلمان رہتے ہیں۔

[تفصیل کے لئے دیکھئے: 'اسلام ہی ہمارا انتخاب کیوں؟'، ص ۳۲ تا ۳۸]

قارئین کرام! مندرجہ بالا اعداد و شمار سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امریکہ و یورپ میں کس قدر تیزی سے اسلام پھیل رہا ہے۔ تیزی سے بڑھتے ہوئے اسلام کے اس سیل رواں کے آگے بند باندھنے کے لئے غیر مسلم متحرک ہو چکے ہیں اور مختلف حیلے بہانے تراش کر اور سازشیں کر کے نورِ اسلام کو بجھانے کی ناکام کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ سابق اسرائیلی وزیر اعظم اضحاک رابن (Yitzhak Rabin) نے اسرائیلی پارلیمنٹ کنیسٹ (Knesset) کی کمیٹی برائے اُمور خارجہ اور دفاع کو بتایا کہ اسلامی دنیا میں انتہا پسند انقلابیت ہماری قوم (یہودیوں) کی سالمیت کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ اگر اصل خطرے کی تعریف کی جائے تو وہ خطرہ اسلامی انتہا پسندی کی لہر ہے۔

[واشنگٹن رپورٹ آن مڈل ایسٹ افیئرز، جون ۱۹۹۵ء، ص: ۲۲]

حالیہ توہین آمیز خاکے اسی یہودی بغض و عناد اور تعصب کی ایک کڑی ہے جس کا مقصد نبی ﷺ اور اسلام کی حقانیت کو مجروح کر کے دنیا کو تیزی سے پھیلتے ہوئے اسلام سے متنفر کرنا ہے۔

## توہینِ رسالت ﷺ کے بارے میں مسلمانوں میں بے حسی پیدا کرنا

مغرب میں اِہانت انبیاء کے حوالے سے جس قدر بے حسی پائی جاتی ہے، وہ کسی ذی شعور پر مخفی نہیں چنانچہ برطانیہ میں مسیحیت کے خلاف کفریہ کلمات (Blasphemy) کو قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے، مگر اس تعزیری قانون کے ہوتے ہوئے برطانیہ میں ایک فلم بنائی گئی جو سراسر قانون کے خلاف ہے اس فلم کا نام (The Last Temptation of Chorist) ہے۔ اس فلم میں نعوذ باللہ مسیح علیہ السلام کی جنسی زندگی کے مناظر دکھلائے گئے ہیں۔ یہ فلم برطانیہ میں سر عام دکھائی جا رہی تھی مگر مذکورہ قانون کے ہونے کے باوجود اس فلم پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی نہ اسکے بنانے والوں کو کوئی سزا دی گئی۔

[ناموس رسالت ﷺ اور قانون توہین رسالت از اسماعیل قریشی: ص ۱۹۵]

ایسے ہی بیسویں صدی کے آغاز ہی میں لندن میں ایک ڈرامے میں نبی کریم ﷺ سمیت بعض دیگر انبیاء کے کردار کو بھی پیش کئے جانے کی خبر ملی۔ اس موقع پر خلیفہ سلطان عبدالحمید نے پہلے سفارتکاری اور بعد ازاں یہ دھمکی دے کر اس مذموم فعل کو روبہ عمل آنے سے روک دیا کہ وہ بحیثیت خلیفہ پوری اُمت مسلمہ کو برطانیہ کے خلاف جنگ کا حکم جاری کریں گے۔ [ماہنامہ 'محدث' لاہور، مارچ ۲۰۰۶ء: ص ۷]

اہل یورپ توہین آمیز خاکے اور اسلام مخالف فلمیں تیار کر کے توہین نبوت کے بارے میں یہی بے حسی مسلمانوں، مسلمان رہنماؤں اور مسلمان ریاستوں کے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ وہ توہین نبوت جس پر ان کے ایمان اور اعتقاد کا دارومدار ہے، اسے قطعی اہمیت نہ دیں۔

**دنیا کو پیغام رسالت ﷺ سے برگشتہ کرنا**

اسلام امن و اَمان، رواداری، حسن اَخلاق اور مہر و وفا کا دین ہے۔ اس کے عقائد سچے، اس کی عبادات سادہ اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں اور اس کے پیغمبر خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ ہیں جن کی سیرت مطہرہ بنی نوع انسان کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اپنی انہی بے مثال روایات و تعلیمات کی وجہ سے اسلام روز بروز پھیلتا جا رہا ہے اور معتدل مغربی مفکرین بھی نبیٔ رحمت ﷺ کے پیغام امن و سلامتی کے مداح ہیں اور ببانگ دہل نبی ﷺ کے رفیع الشان ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مائیکل ہارٹ انگریز مصنف تاریخ انسانی کے سو بڑے آدمیوں کی فہرست مرتب کرنے بیٹھا تو اس کو سرفہرست رکھنے کے لئے پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات با کمال صفات کے سوا کوئی اور ہستی نظر نہ آئی۔ یہودیت و عیسائیت کی انسانیت سوز تعلیمات و اَحکام کے بالمقابل جب لوگ اسلام کی انسانیت نواز تعلیمات و روایات اور پیغمبر اسلام کے لاثانی حسن اخلاق و حسن کردار کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے بغیر نہیں رہتے جس سے اہل مغرب بری طرح تاؤ پیچ کھاتے ہیں اور وہ تہیہ کر چکے ہیں کہ لوگوں کے سامنے اسلامی احکام و تعلیم کو مسخ کر کے پیش کیا جائے تا کہ لوگ اسلام کی طرف التفات نہ کریں۔ اس مقصد کے لئے وہ کبھی توہین آمیز خاکے شائع کرتے ہیں اور کبھی قرآن اور پیغمبر اسلام کے خلاف توہین آمیز فلمیں ریلیز کرتے ہیں، لیکن اس طرح کے اُوچھے ہتھکنڈوں سے نہ اسلام کی اشاعت پہلے رُکی ہے نہ اَب رکے گی۔ ان شاء اللہ

## ان نازک حالات میں اُمت مسلمہ کی ذمہ داری

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ مغرب اس قسم کی حرکتوں سے جلد باز آنے والا نہیں۔ اس کے اسلام سے متعلق منفی کاموں کے شعبوں کی جڑیں کئی صدیوں کی کاوشوں میں پنہاں ہیں، جبکہ دوسری جانب مسلم ممالک کا حال عجیب ہے انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ مغرب کے اس شیطانی طرز عمل کا کس طرح جواب دیا جائے۔ اگر مغرب علم کے راستے حملہ آور ہوا ہے تو اس کا جواب بھی علم کے راستے ہی سے دینا ہوگا نہ کہ سڑکوں پر توڑ پھوڑ سے۔ مغرب کی تو منشا ہی یہ ہے کہ مسلمانوں کی توجہ کو بنیادی مسائل سے ہٹا کر انہیں اس قسم کے ردِّعمل میں مبتلا کر دیا جائے۔ دورِ استعماریت میں مغرب نے سب سے زیادہ وسائل یونیورسٹیوں اور لائبریریوں پر صرف کئے۔ چرچل نے خوب کہا تھا:

''ہم نے اپنی جدید فوج کے ذریعے سے نہیں بلکہ اپنی لائبریریوں کے ذریعے سے دنیا پر حکومت کی ہے۔''

افسوس کہ ہم آج تک قیام پاکستان کے اصل مقاصد اپنی نسلوں تک نہ پہنچا سکے۔ پاکستان بنانے والوں نے اسے ایک فکری اور نظریاتی ریاست کے طور پر بڑی تجربہ گاہ سمجھ کر حاصل کیا تھا، ایک نظریاتی ملک کی اَساس کیا ہوتی ہے؟ یہاں پر لائبریریاں ہوتیں، انگریز سے آزادی حاصل کی تھی اس کے سیاسی اور فکری حربوں کو جاننے کے لئے یہاں یونیورسٹیوں میں شعبے قائم کئے جاتے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کی ذات گرامی پر حملہ کرنے والے مستشرقین کا جواب دینے کے لئے یہاں استشراقی شعبے تشکیل دیئے جاتے۔ افسوس کہ ان میں سے کچھ بھی یہاں نہیں۔ اگر ہم ناموس رسالت کے تحفظ میں مخلص ہیں تو ہمیں اپنے عمل سے فرامین نبویہ کے تقدس پر اس طرح مہر تصدیق ثبت کرنا ہوگی کہ

آپ کے مقدس فرامین ہمارے لئے عمل کی سب سے قوی بنیاد قرار پا جائیں اور بذاتِ خود ہماری کسی بدعملی اور کوتاہی سے اِہانت رسول ﷺ کا کوئی عملی شائبہ بھی پیدا نہ ہو سکے۔ اہانت رسول کا مقصد دنیا کو پیغام رسالت سے برگشتہ کرنا اور اسلام کو کمزور کرنا ہے، جبکہ اِسلام پر والہانہ عمل گستاخی کا اِرتکاب کرنے والوں کے مقاصد کو خاک میں ملا دے گا۔

## مسلم حکمرانوں کی بے بسی

توہین رسالت کا مسئلہ جس قدر سنگین اور لائق مذمت تھا، اسی قدر مسلم حکمرانوں نے بے بسی اور بے توجہی کا مظاہرہ کیا جیسے یہ ان کا ایشو ہی نہیں۔ ۵۸ / اسلامی ممالک کے حکمرانوں نے ماسوائے سوڈان اور سعودی عرب کے پرلے درجے کی بے حسی کا مظاہرہ کیا۔ سوڈان کے صدر عمر البشیر نے ڈنمارک کے خلاف مظاہرے کی قیادت کی، ڈنمارک کے وفود کو ملک میں داخل نہ ہونے دینے کا اعلان کیا اور پورے عالم اسلام سے ڈینش منصوعات کے بائیکاٹ کی اپیل کی۔ سعودی عرب نے ۲۰۰۶ء میں ڈنمارک سے اپنا سفیر واپس بلا لیا تھا جبکہ سعودی عرب اس کوشش میں ہے کہ اقوام متحدہ سے ایسا قانون بنوایا جائے کہ دنیا کے کسی ملک میں رسول کریم ﷺ کی گستاخی نہ ہو سکے۔

پاکستان کو دنیا میں اسلام کا قلعہ سمجھا جاتا ہے۔ پاکستانی حب رسول ﷺ میں دیگر مسلمانوں سے کافی ممتاز ہیں۔ اس کے باوجود ہمارے ملک سے شدید احتجاج کا نہ ہونا اور سرد مہری کا مظاہرہ کرنا ہمارے ماضی کے کردار کے عین برعکس اور قومی بے غیرتی کا غماز ہے۔ پاکستان میں عام انتخابات کے بعد بننے والے وزیر اعظم جو اپنے نام کے ساتھ بڑے فخر سے 'سید' کا سابقہ بھی لگاتے ہیں، ان سے سارے عوام یہ اُمید رکھتے تھے کہ وہ حرمت رسول ﷺ کو اپنی حکومت کا سب سے بنیادی مرکز اور محور بنائیں گے اور اس پر خصوصی توجہ دیں گے، کیونکہ سید کا مطلب خود کو آلِ رسول ﷺ سے منسوب کرنا سمجھا جاتا ہے۔ اگر آل اپنے بڑے کا دفاع نہیں کرے گی تو کون کرے گا؟ لیکن انتہائی افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ وزیر اعظم نے حلف اٹھانے سے پہلے اور بعد میں کہیں بھی اس مسئلے پر کوئی بات نہیں کی اور نہ اپنے ۱۰۰ روزہ پروگرام ہی میں اس کا تذکرہ کرنا گوارا کیا۔

حکمران کسی قوم کے مرکزی رجحانات کے عکاس ہوتے ہیں جس کے نتائج ہم بری طرح بھگت رہے ہیں۔ مسلم حکمرانوں کی یہی ایسی پالیسیاں ہیں جو ان میں اور مسلم اقوام میں خلیج پیدا کرتی ہیں اور معاشروں کا امن تہہ و بالا ہو جاتا ہے۔ عوام اسلام کے ساتھ کھڑے نظر آتے ہیں تو حکمران مغرب کے ساتھ، یہ منظر نامہ اس سوچ کو تقویت دیتا ہے کہ امریکا اور مغرب نے مسلم ممالک میں اپنے من پسند حکمران مسلط کر رکھے ہیں جو ان کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں۔ اسی سے مبینہ شدت پسندی جڑ پکڑتی ہے اور کچھ لوگ ان حکمرانوں کی اصلاح کی بجائے ان سے نجات کے لئے پرتشدد راستہ اختیار کر لیتے ہیں جس سے حکمران سکون میں رہتے ہیں نہ عوام امن چین سے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم حکمران اپنے عوام کے جذبات کی ترجمانی کریں۔ اگر ۵۸ مسلم ممالک ڈنمارک کے سفیروں کو ملک بدر کر دیں تو شاید کسی دوسرے مغربی ملک کو جرأت نہ ہو کہ وہ اسلام یا پیغمبر اسلام کی توہین یا تضحیک پر مبنی کوئی قدم اٹھائیں۔

توہین آمیز خاکوں پر احتجاج کرنے والے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے حکمرانوں پر دباؤ ڈالیں کہ وہ ڈنمارک کے سفیروں کو جلاوطن کریں اور خود بھی اپنے عمل میں تبدیلی پیدا کریں، اپنے آپ پر اسلام کا نفاذ کریں، کیونکہ جب تک قوم کے افراد خود اپنے آپ کو نہیں بدلیں گے، اپنی زندگی میں اسلام کو نافذ نہیں کریں گے محض غلبۂ اسلام کی خواہش ہمارے حکمرانوں کو تبدیل نہیں کرے گی۔ اللہ ہمارے جذبے کے مصداق ہمیں قوتِ عمل عطا فرمائے۔ آمین!